مولای صل وسلم دائماً ابداً　　علی حبیبک خیر الخلق کلہم

درسِ حدیث

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ کے زیرِ اہتمام ہر اتوار کو نمازِ مغرب کے بعد جامعہ مدنیہ میں "مجلسِ ذکر" منعقد ہوتی تھی۔ ذکر سے فارغ ہو کر حضرت رحمہ اللہ حدیث شریف کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ ذکر و بیان کی یہ مبارک اور رُوح پرور محفل کس قدر جاذب و پُرکشش ہوتی تھی الفاظ اس کی تعبیر سے قاصر ہیں۔

محترم الحاج محمود احمد عارف رح کی خواہش و فرمائش پر عزیز بھائی شاہد صاحب سلمہٗ نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے بہت سے دروس ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ کر لیے تھے اور پھر دروس والی تمام کیسٹیں انہوں نے مولانا سید محمود میاں صاحب کو عطا کر دیں۔

ہماری دُعا ہے کہ جن کی مہربانی، توجہ اور سعی سے یہ انمول علمی جواہر ریزے ہمارے ہاتھ لگے، حق تعالیٰ اُن سب کو بیش از بیش اجر سے نوازے۔ ہم انشاءاللہ تعالیٰ یہ قیمتی لؤلؤ ولالاً "انوارِ مدینہ" کے ذریعہ حضرت رحمہ اللہ کے مریدین و احباب تک قسط وار پہنچاتے رہیں گے۔

واضح رہے کہ حضرت کے خلفِ اکبر اور جانشین حضرت مولانا سید رشید میاں صاحب کے زیرِ اہتمام ذکر و درس کا یہ سلسلہ بفضلہٖ تعالیٰ اب بھی جاری ہے۔

ہنوز آں ابرِ رحمت درفشاں است　　خم و خمخانہ با مہر و نشان است

الحمد للہ رب العٰلمین والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ خیر خلقہ سیّدنا و مولانا محمّد و آلہ واصحابہ اجمعین۔

اما بعد، ایک صحابی جن کا اسمِ گرامی عبداللہ ہے۔ وہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس حاضر ہُوئے، فرماتے ہیں کہ اس وقت آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ۔ تمہیں مال و دولت کے آپس میں بڑھانے کے عمل نے اپنے میں مشغول کر لیا ہے، یہ قرآنِ پاک کی آیت ہے، یعنی آدمی پر آدمی اپنا مال بڑھانا چاہتا ہے اور یہ بھی چاہتا ہے کہ دوسرا فلاں جو ہے اُس کے برابر ہو جائے یا اس سے بڑھ جائے۔ اس پر جناب رُسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک حقیقت کی طرف رہبری فرمائی کہ انسان کہتا ہے مَالِیْ مَالِیْ میرا مال ہے، میرا مال ہے، تو مال کا شور مچاتا رہتا ہے اور اس سے دل لگاتا ہے۔ اسے اپنی چیز سمجھتا ہے۔ اس سے محبّت رکھتا ہے۔

مگر ارشاد فرماتے ہیں وَھَلْ لَکَ یَا ابْنَ اٰدَمَ اِلَّا مَا اَکَلْتَ وَاَبْلَیْتَ۔ اے انسان حقیقت میں جسے تو اپنا مال کہہ رہا ہے، وہ تیرا ہے بھی کہ نہیں؟ اور اس میں تیرا مال اگر ہے تو وہ کتنا ہے۔ تیرا

مال اتنا ہے کہ جو تو کھالے اور اُسے فنا کر سکے، یعنی اسے ہضم کر سکے۔ ہضم کرنا بھی اسے بدل دینا ہے جو چیز کھائی گئی ہے وہ تبدیل ہو جائے، فنا ہو جائے، دوسری چیز بن جائے جزوِ جسم بن جائے تو جو تم کھالو اور کھا کر ہضم کر لو وہ کہہ سکتے ہو کہ یہ میرا مال ہے، کیونکہ واقعی وہ تمہارا ہو گیا۔

اسی طرح انسان کپڑا پہنتا ہے۔ کپڑے نئے نئے سلواتا ہے، عمدہ عمدہ سلواتا ہے، لیکن یہ کپڑے کیا واقعی اس کے ہو گئے، ابھی تو بن کے آئے ہیں۔ ابھی (کچھ) پہننے شروع کیے ہیں اور کچھ نہیں شروع کیے، کیا پتا کہ پہن سکتا ہے یا نہیں پہن سکتا۔ حقیقت تو ایسی ہی ہے، تو اس لیے کپڑے بھی تمہارے نہیں ہوئے۔ کپڑوں کو بھی اپنا نہیں کہہ سکتے ابھی، ہاں پہن لو پہن کر جب پُرانے کر دو گے پہن پہن کر، پھر کہو گے کہ یہ کپڑا میرا تھا یا یہ کپڑا میرا رہا ہے۔ واقعی رہا ہے، چونکہ استعمال بھی مَیں نے ہی کیا ہے اَوْلَبِسْتَ فَاَبْلَیْتَ

تیسری چیز اور ہے ــــــــ وہ چیز یہ ہے کہ انسان خُدا کی راہ میں خرچ کرے اور اسے گزار دے ایسے ہو جائے جیسے کہ کوئی کسی جگہ سے گزر جاتا ہے اسی طرح خرچ کرے خرچ کا ارادہ کرے تو اسے مکمّل کرے اور پھر مکمّل کر کے آگے بڑھ جائے اُس کے نتائج اور اس سے توقعات دُنیا کی نہ رکھے آخرت کی رکھے، وہ بھی اسی کا ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اور ازواجِ مطہرات کی عادت طیّبہ یہ تھی کہ وہ تمام چیزیں جو بھی آتی تھیں وہ بانٹتی رہتی تھیں۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے پاس بالکل جمع نہیں رکھتے تھے۔ اِدھر آیا اور اُدھر دے دیا ضرورت مندوں کو، ختم کر دیا، تو ازواجِ مطہرات کا بھی ایسے ہی حال تھا۔ ایک دفعہ گوشت آیا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تھوڑی دیر بعد دریافت فرمایا، کھانے ہی کے لیے دریافت فرمایا، تو عرض کیا زوجۂ مطہرہؓ جن کے ہاں بھی آپ کی باری تھی کہ وہ تو سَب ہم نے تقسیم کر دیا، اس میں سے تو کچھ بھی نہیں بچا، سوائے اتنے سے حصّے کے یہ بچا ہے باقی کچھ نہیں بچا۔ تو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ وہ سب کچھ بچا ہے سوائے اس حصّے کے حقیقت یہ ہے کہ جو دے چکی ہو وہی بچا ہے ہمارے لیے اور یہ جو ہم کھالیں گے اتنا سا حصّہ جو یہ رہ گیا ہے یہ تو ہم کھالیں گے۔ بچنے والی چیز اور آخرت میں کام آنے والی چیز رفعِ درجات کا ذریعہ بننے والی چیز وہ تو وہی ہے۔

آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم کا عمل یہی تھا جیسے تعلیم دی گئی۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں

(باقی صفحہ ۵۶ پر)

مرحوم کے اس طویل سلسلۂ مضمون کو تصحیح و تبویب کے ساتھ مرتب کر دیا ہے اور تاریخ میں پہلی مرتبہ پاکستان اسکیم کو بطورِ ضمیمہ شامل کر کے ایک انتہائی فکر انگیز حیران کن اور تاریخی معلومات سے پُر ایک کتاب بنا دیا ہے۔

پاکستان اسکیم نے آخری شکل ۱۹۴۰ء کے آخر میں اختیار کی تھی، لیکن قرار دادِ لاہور کی بُنیاد چونکہ اس اسکیم کی بانی سب کمیٹی کی فراہم کردہ معلومات پر تھی۔

نواب محمد یامین خان نے ان معلومات کو ناقص اور غلط ہونے کی بناء پر زبردست تنقید کی تھی۔ جسے مرتّب نے نواب صاحب کی خود نوشت سے اخذ کر کے ضمیمہ ۲ بنا دیا ہے۔

خان عبدالولی خان کی تحقیق کے مطابق مسلم لیگ کی یہ سب کمیٹی وائسرائے ہند لارڈ لنلتھگو کے اشارے پر بنائی گئی تھی اور مسلم لیگ کے چند راہنماؤں نے اس کے قیام کے بعد وائسرائے کو اس کی اطّلاع بھی دی تھی، جس پر اُس نے اپنی خوشی کا اظہار کیا تھا جس سے بعض چونکا دینے والے حقائق منکشف ہوتے ہیں۔ اس لیے مرتّب نے خان صاحب کی تحقیق (حقائق حقائق ہیں) سے اس بحث کا بطور استدراک اضافہ کر دیا ہے۔

اس لیے مرتّب کے مطابق یہ کتاب قرارِ داد لاہور پر بے لاگ تبصرے اور بعض حیران کُن چونکا دینے والے حقائق کا مجموعہ بن گئی۔ اس لیے تاریخ کا کوئی طالب علم اور سیاسی مطالعے کا ذوق رکھنے والا کوئی بھی شخص اس کتاب کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ کتابت، طباعت، کاغذ اور جلد سازی معیاری ہے اور حسین گرد و پیش سے مزیّن ہے۔

بقیہ: درسِ حدیث

بلکہ عمل زیادہ ہے اور عمل مشکل ہے اور مشکل حالات میں وہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کر کے دکھایا۔ ایک نظریہ بتلایا، ذہن نشین کرایا، آخرت کا خیال، خُدا سے محبّت اور آخرت سے تعلّق بہ نسبت دُنیا کے تعلّق کے۔ یہ ذہن نشین کرایا۔ جگہ جگہ اس طرح کی تعلیمات قرآنِ پاک میں بھی ہیں اور احادیث میں بھی ہیں ـــــ کسی کام سے نہیں روکا۔ کام سارے کریں، مگر خیال رکھیں تو یہ کہ وہ کام ایسے ہوں جو آخرت میں نفع بخش ہوں۔ ان میں نیت بدل لی جائے تاکہ آخرت کا نفع ساتھ ساتھ چلتا رہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا و فضل سے نوازے۔

○